کتاب : تاریخِ اسلام کی عظیم شخصیات
مصنفہ : ناعمہ صہیب
تقسیم کار : فضلی بک سپر مارکیٹ، نزد ریڈیو پاکستان، اُردو بازار، کراچی
سال اشاعت : مئی ۲۰۰۵ء
صفحات : ۵۰۰
قیمت : ۳۵۰/- روپے
تبصرہ نگار : ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن *

مسلمانوں کی پندرہ سو سالہ تاریخ میں بہت سے نشیب و فراز آئے، عروج و زوال کی کئی داستانیں رقم ہوئیں۔ فکری شکست و ریخت کا عمل بھی جاری رہا لیکن الحمدللہ انتہائی پُرآشوب حالات میں ایسی شخصیات نے جنم لیا جنہوں نے زمانے کی کایا پلٹ دی۔ اُمتِ مسلمہ کی محسنین کے ایک طویل فہرست ہے، زندگی کے مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی شخصیات ہر زمانے میں موجود رہیں۔ ان شخصیات کی تاریخِ دعوت و عزیمت کو مرتب کرنے کی بہت سی کوششیں اصحابِ علم وفضل نے اپنی صوابدید اور ذوق کی مناسبت سے سرانجام دیں۔ انہوں نے شخصیات کا انتخاب کیا اور ان کے سوانحی خاکے کے ساتھ ساتھ اُن کے افکارِ عالیہ سے صفحات کو مزین کیا۔ محسنین کے تذکرے جہاں ادائے شکر رب تعالیٰ ہے وہاں اپنی قوم کے مستقبل کی تعمیر کے لیے بھی بے حد اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، اس لیے کہ ماضی کے حالات کے تناظر میں حال کی تعمیر اور تابناک مستقبل کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

زیرِنظر کتاب ''تاریخِ اسلام کی عظیم شخصیات'' محترمہ ناعمہ صہیب صاحبہ کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کو مرتب کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، اس کے متعلق اُن کی اپنی رائے پیش خدمت ہے:

> ''لیکچرز کے اس سلسلے کے اختتام پذیر ہونے کے بعد بھی میری توجہ بار بار اس طرف جاتی تھی کہ اسلام کی سیاسی، علمی اور فکری تاریخ، مختلف ادوار میں عالم اسلام کو درپیش خطرات اور چیلنجز، ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے والی شخصیات، ان کی راہ میں حائل مشکلات، ان کے

☆ ایڈیٹر ''فکر و نظر''، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی-اسلام آباد

کام کی نوعیت اور کارناموں کے بیان کے علاوہ ان شخصیات کی ذاتی زندگی اور کردار کی خصوصیات سے متعلق ایسی کتاب موجود ہونی چاہیے جو اسلامی فکر اور نظریات کی ترویج و تبلیغ کرنے والوں کی اجتماعی زندگی میں اور ہر مسلمان کی ذاتی زندگی میں اصلاح کے حوالے سے قابلِ عمل نتائج تک پہنچنے میں مددگار ہو۔ اپنی استعداد، قابلیت اور علمیت میں کمی کے باوجود اس کام کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر میں نے اس کو کرنے کا بیڑا خود ہی اٹھایا''۔

موصوفہ نے تاریخِ اسلام کی درج ذیل بیس عظیم شخصیات کا انتخاب کیا:

(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ، (۲) حضرت خالدؓ بن ولید،
(۳) حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز، (۴) امام ابو حنیفہؒ،
(۵) امام مالکؒ، (۶) امام شافعیؒ،
(۷) امام احمد بن حنبلؒ، (۸) امام بخاریؒ،
(۹) امام غزالیؒ، (۱۰) سلطان صلاح الدین ایوبیؒ،
(۱۱) امام ابن تیمیہؒ، (۱۲) سلطان محمد فاتحؒ،
(۱۳) شیخ احمد سرہندیؒ (مجدد الف ثانی)، (۱۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ،
(۱۵) شیخ محمدؒ بن عبدالوہاب، (۱۶) فکرِ اقبالؒ اور شخصیت کی چند جھلکیاں،
(۱۷) مولانا اشرف علی تھانویؒ، (۱۸) شیخ حسن البنّا شہیدؒ،
(۱۹) مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ، (۲۰) ڈاکٹر حمیداللہ۔

محسنینِ ملتِ اسلامیہ کی طویل فہرست سے ان بیس شخصیات کے انتخاب کے اسباب سے متعلق وہ خود رقم طراز ہیں:

''میں نے ابتداء صحابہ کرامؓ میں سے دو شخصیات کے بابرکت تذکرے سے کی، حالانکہ صحابہؓ میں سے ہر ایک اس لائق تھا کہ اس کے حوالے سے کچھ نہ کچھ ضرور تحریر کیا جاتا۔ بالخصوص خلفائے راشدین کی زندگیوں اور کارناموں سے تو اُمت کے ہر فرد کو مکمل آ گاہی ہونی چاہیے۔ لیکن اس موضوع میں اتنی وسعت ہے کہ یہ بذاتِ خود ایک مستقل کتاب کا مطالبہ کرتا ہے اور بیس پچیس صفحات میں اس کو سمیٹنے کی کوشش کامیاب ہوتی نظر نہ آتی تھی لہذا اس خیال کو ترک کر دیا۔ خصوصیت سے حضرت عائشہؓ اور حضرت خالدؓ کا تذکرہ شامل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ دو ہستیاں ایسی ہیں جن کا اپنے دائرہ عمل میں دُور دُور

DMHL

تک کوئی مدمقابل نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عائشہؓ کے بارے میں تو یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اسلامی تاریخ نے ان کے بعد کوئی عورت بھی ایسی پیدا نہیں کی جو علمی مرتبے اور خدمتِ دین میں ان کی پاسنگ ہو۔ ان کے علاوہ فقہائے اربعہ کو شامل کیا جو زہد اور پاکیزگی کردار میں بھی یکتا تھے اور علمی شان میں بھی ممتاز تھے۔ ان کے چاہنے والے کروڑوں کی تعداد میں پورے بلادِ اسلامیہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور کروڑوں لوگوں نے ان کی فقہی کوششوں سے فیض اٹھایا ہے۔ حدیث کی خدمت کے لیے جہاں ہزاروں نفوس کی قربانیاں اور کوششیں ہیں، وہیں سب سے معتبر اور مستند نام امام بخاریؒ کا ہے جن کی کتاب صحیح بخاری کے پڑھنے والے دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔ انہی کے تذکرے کے پس منظر میں تاریخ تدوینِ حدیث انتہائی مختصر انداز میں بیان کی گئی تاکہ حدیث کے بارے میں جو شکوک اٹھائے جاتے رہے ہیں ان کا ازالہ ہو اور قاری کا ذہن صاف ہوسکے۔ بادشاہوں اور سلاطین میں سے تین کا انتخاب کیا گیا۔ ان میں عمر بن عبدالعزیزؒ کو مثالی خلافت، سلطان صلاح الدین ایوبی کو خارجی حملوں کے محاذ پر شاندار مزاحمت اور سلطان محمد فاتح کو یونانیوں کے ناقابلِ تسخیر مرکز قسطنطنیہ کی فتح اور عثمانی خلافت کے پس منظر میں اس کامیابی کی اہمیت کی وجہ سے چُنا گیا۔

ان شخصیات کے علاوہ دیگر تمام حضرات وہ ہیں جنھوں نے مجددِ دین اور مصلحین اُمت کی حیثیت سے اپنے اپنے وقتوں میں دین کو ملاوٹوں اور آمیزشوں سے پاک کر کے قرآن و حدیث کے اصل سرچشمے سے اُمت کو سیراب کیا۔ ان میں امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، شیخ محمد بن عبدالوہابؒ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، شیخ حسن البنّاؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ شامل ہیں۔ آخری تذکرہ زمانہ قریب کے ڈاکٹر حمیداللہؒ کا شامل کیا گیا جو علمی محاذ پر مغرب کے مستشرقین سے تن تنہا مقابلہ کرتے رہے۔

شخصیات کے چناؤ کے حوالے سے جب بات علامہ اقبالؒ کو شامل کرنے سے متعلق آئی تو بارہا یہ خیال آیا کہ شریعت کے معیارِ تقویٰ اور اسلامی عقیدہ و فلسفہ کے لحاظ سے خود ان میں اور ان کے کلام میں شاعرانہ شوخی کے علاوہ بھی چند باتیں ایسی ہیں جن سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا ان کے تذکرے کو شامل کیا جائے یا نہیں۔ ابھی اسی سوچ میں تھی کہ سیّد ابوالحسن علی ندوی کی کتاب ''نقوشِ اقبال'' نظر سے گزری جس کے دیباچے میں انہوں نے ایک ایسی بات تحریر کی ہے جس سے میں یکسو ہوگئی، فرماتے ہیں: (ان کی نادر

شخصیت میں بعض ایسے کمزور پہلو بھی ہیں جو ان کے علم و فن اور پیغام کی عظمت سے میل نہیں کھاتے اور جنہیں دُور کرنے کا موقع انہیں نہیں ملا۔ البتہ میں سمجھتا ہوں کہ اقبال وہ شاعر ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے مطابق بعض حکم و حقائق کہلوائے ہیں جو کسی دوسرے معاصر شاعر و مفکر کی زبان سے ادا نہیں ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ پیغامِ محمدی کے بقائے دوام، اُمتِ مسلمہ کے استحکام اور اس کی قائدانہ صلاحیت، عصری نظریات و فلسفہ کی بے مائیگی پر ان کے پختہ عقیدہ سے ان کی فکر میں فصاحت اور پختگی آئی ہے اور ان کی خودی کی تعمیر ہوئی ہے۔ اس معاملے میں وہ خاص کر دینی علوم کے ان فضلاء سے بھی آگے ہیں جو مغربیت کی حقیقت سے واقف نہیں اور نہ انہیں اس کے حقیقی اغراض و مقاصد اور تاریخ سے گہری واقفیت ہے۔ آخر میں پھر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں اولوالعزمی، محبت اور ایمان کا نواخواں شاعر پایا اور اپنے بارے میں میری گواہی یہ ہے کہ جب جب بھی ان کا کلام پڑھا تو دل جوش سے اُمنڈنے لگا اور لطیف جذبات نے انگڑائیاں لینا شروع کر دیں۔ احساسات اور کیفیات کی لہریں بیدار ہونے لگیں اور رگوں میں شجاعت اسلامی کی رو دوڑنے لگی۔ میری نظر میں یہی ان کے شعر کی اصل قدر و قیمت ہے)‘‘۔

مصنفہ نے انتہائی سہل، دلنشیں اور منظّم اسلوب میں شخصیات کے حالات و واقعات اور افکار و خیالات کو مرتب کیا ہے۔ ہر چند کہ اُن کی منتخب شخصیات کی فکر میں تنوع ہے اور اُنہوں نے ایک ماہر قلم کار کی حیثیت سے کسی بھی شخصیت کے تذکرے میں اپنی فکر کو شامل نہیں ہونے دیا تاہم کہیں کہیں وہ اپنے فکری جھکاؤ کو قاری سے مخفی رکھنے میں ناکام رہی ہیں، بالخصوص محمد بن عبدالوہابؒ، سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور ابنِ تیمیہؒ کے تذکرے اس پر شاہد ہیں۔

محترمہ ناعمہ صہیب صاحبہ کی یہ کاوش لائقِ تحسین ہے، اگر وہ آخر میں صرف مراجع کے اندراج پر اکتفا نہ کرتیں اور تفصیلی حوالہ جات مہیا فرما دیتیں تو اس کتاب کی علمی و تحقیقی اہمیت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا۔

DMHL